مرثیہ درحال حضرات عونؑ و محمدؑ

انیس العصر سید ابن الحسینؒ مہدی نظمیؔ اجتہادی

(۱)

رات عاشور کی تمہیدِ شہادت ٹھہری
سر فروشی کی قسم رسمِ شجاعت ٹھہری
ذوقِ نصرت کی ادا موت کی حسرت ٹھہری
آخری بندگی معراجِ عبادت ٹھہری
جدولِ مصحفِ تسلیم مکمل کر دی
سجدۂ شکر نے تلوار پہ صیقل کر دی

(۲)

ہر مجاہد نے شہادت کا سفر ہونے تک
بوسے خنجر کے لئے رات بسر ہونے تک
دل کو تسبیح سے بہلایا سحر ہونے تک
حمد کی سوکھی زباں خون سے تر ہونے تک
اِس طرف صبر تھا ، ایثار تھا ، خود داری تھی
اُس طرف فوج تھی ، قاتل تھے ، جفا کاری تھی

(۳)

اُس طرف مرکزِ شورش تھا ، اِدھر خیرِ امم
اُس طرف پرچمِ باطل تھا ، اِدھر حق کا علم
اُس طرف شام کی ظلمت تھی ، اِدھر شمعِ حرم
اُس طرف جبر و تشدد تھا اِدھر رحم و کرم
اُس طرف جھوٹ ابلتا تھا سمندر کی طرح
اِس طرف سچ کی حمایت تھی پیمبرؐ کی طرح

(۴)

اِس طرف طاعت و تسلیم ، اُدھر بغض و عناد
اِس طرف امن ، اُدھر فتنہ گرانِ الحاد
اِس طرف نعرۂ تکبیر ، اُدھر شورِ فساد
اِس طرف عترتِ اطہارؑ ، اُدھر ابنِ زیاد
دو ضدیں دیکھیں گل و خار کی پہچان ہوئی
ظلم کے سامنے ایثار کی پہچان ہوئی

(۵)

صبح کی پہلی کرن دامنِ شب سے پھوٹی
آسماں صاف ہوا رخ سے سیاہی چھوٹی
مہر نے رونقِ بازارِ کواکب لوٹی
تاجِ پیشانئ ناہید کی کلغی ٹوٹی
سوزِ تکبیر وہ اکبرؑ سے جواں کی آواز
مسجدیں جھوم گئیں سن کے اذان کی آواز

(۶)

اپنے خیموں سے نکلنے لگے انصارِ حسینؑ
اپنے کردار میں ہم صورتِ کردارِ حسینؑ
اپنی خوشبو میں برابر گلِ گلزارِ حسینؑ
کوئی تمثیل نہیں ایسے وفادارِ حسینؑ
موت سے آنکھیں لڑاتے ہوئے غازی آئے
رن میں آیاتِ وفا بن کے نمازی آئے

(۷)

جب بیاباں میں مجاہد ہوئے مشغولِ نماز
یک بیک کڑکی کماں، بجنے لگے جنگ کے ساز
تیر آ آ کے گرے پیشِ شہؑ بندہ نواز
خون سے بھیگ گیا پیکرِ سلطانِؑ حجاز
شکرِ حق کرتے ہوئے سبطِ پیمبرؐ اٹھے
جنگ ٹھہری تو مصلّوں سے بہترؒ اٹھے

(۸)

بولے عباسؑ ابھی دامنِ صحرا الٹے
شام اک آن میں اک آن میں کوفہ الٹے
پیاسے بچوں کی طرف نہر کا دھارا الٹے
شاہؑ فرمائیں تو بہتا ہوا دریا الٹے
تن سے سر دور گریں ، جنگ کا نقشہ پلٹے
ہو جو مولا کی اجازت تو زمانہ پلٹے

(۹)

بولے قاسمؑ کہ چچاجان لڑیں کیا ہے ضرور
فوج بزدل ہے ،مری تیغ ہی کافی ہے حضور
تشنگی آگ ہے ، سینے میں سلگتا ہے تنور
پھر بھی ٹھہرے گی نہ میداں میں سپاہِ مغرور
مجھ کو بھی دیکھئے قرآن کے ماخذ کی طرح
کاٹ دوں لشکرِ سفاک کو کاغذ کی طرح

(۱۰)

بولے یہ عونؑ و محمدؑ شہِ صفدرؑ کی قسم
روحِ جعفرؑ کی قسم فاتحِ خیبرؑ کی قسم
شیرِ زہرا کی قسم خونِ پیمبرؐ کی قسم
حرفِ قرآں کی قسم داورِ محشر کی قسم
تیغ کی حد سے بڑھیں گے نہ یہ بڑھنے والے
موت کیگھاٹ اتر جائیں گے چڑھنے والے

(۱۱)

دشت میں دھوم ہوئی حرؒ دلاور آیا
آنے والوں میں پسر آیا برادر آیا
اور غلام آیا تو قسمت کا سکندر آیا
پیش قدمی کے لئے دلبرِ سرورؑ آیا
اے خوشا بخت کہ حر آگئے عترت کی طرف
یوں جہنم سے پلٹ آتے ہیں جنت کی طرف

(۱۲)

بے زباں گود میں ہے صدق پناہی کی طرح
پیاس میں جلتی ہوئی حق کی گواہی کی طرح
رن میں آنا ہے اسے شیرِ الٰہی کی طرح
یہ بھی شامل ہے بہتر میں سپاہی کی طرح
صبر سے ظلم نے یوں مات نہ کھائی ہوگی
صدیوں صدیوں جو رہے ایسی لڑائی ہوگی

(۱۳)

گوشۂ چشم سے شبیرؑ نے لشکر دیکھا
صبر اور حوصلہ دونوں کو برابر دیکھا
پھول کی پتی میں الماس کا جوہر دیکھا
نرم ڈالی میں لچکتا ہوا خنجر دیکھا
جن کی دانش میں نہیں شائبۂ ضد یارو
ایسے ہوتے ہیں محمدؐ کے مجاہد یارو

(۱۴)

بادشاہوں کی فتوحات نہیں ہے اسلام
کربلا دیکھو تو سمجھو گے محمد کا پیام
والیٔ شام کی بیعت سے یہ انکارِ امام
اپنے مفہوم میں ہے فطرتِ آزاد کا نام
کربلا آہ نہیں ہے کسی فریادی کی
ہر بشر کے لئے بنیاد ہے آزادی کی

(۱۵)

مکتبِ علم میں قرآں کا ورق ہے اسلام
عقل و دانش کا گلابوں کا طبق ہے اسلام
جبرِ شاہی سے تصادم کا سبق ہے اسلام
خونِ اولادِ پیمبر کی شفق ہے اسلام
اس شفق زار میں اسلام کا منظر دیکھو
تیر کے سامنے چھ ماہ کا اصغرؑ دیکھو

(۱۶)

درسِ اسلام ہے مخلوق پہ شفقت کرنا
بے تکلف بنی آدم سے محبت کرنا
ظلم کے سامنے تائیدِ عدالت کرنا
حکمراں جب کوئی جابر ہو ، بغاوت کرنا
کربلا فطرتِ بیداد کی تنسیخ بھی ہے
دین اسلام کی منھ بولتی تاریخ بھی ہے

(۱۷)

ایسی تاریخ کہ ہے قوتِ تحریکِ حیات
ایسی تاریخ کہ تہذیب کو ملتا ہے ثبات
ایسی تاریخ کہ ہے مہر و وفا کی سوغات
ایسی تاریخ کہ ہے پیاس کے دامن میں فرات
ایسی تاریخ کہ ہر دل میں سما جائے حسینؑ
غیرِ مسلم بھی محبت سے کہے ہائے حسینؑ

(۱۸)

ایسی تاریخ کہ ڈر موت کا باقی نہ رہا
ایسی تاریخ کہ پیمانۂ شاہی ٹوٹا
ایسی تاریخ کہ رسوا ہوئے اربابِ جفا
ایسی تاریخ کہ مظلوم کا پرچم اٹھا
ایسی تاریخ کہ اسلام کا معیار بنی
صبر کے ہاتھ میں جب آ گئی تلوار بنی

(۱۹)

اسلحہ خانۂ اسلام کے ہتھیار تو دیکھ
پنجۂ شکر میں تسلیم کی تلوار تو دیکھ
ترکشِ مہر و وفا ، ناوکِ ایثار تو دیکھ
صبر کا ڈھالا ہوا گرزِ گراں بار تو دیکھ
جنگ کی بات نہیں موت بھی سر ہوتی ہے
حمد کا خود ، محبت کی سپر ہوتی ہے

(۲۰)

یہی نیزے یہی تیغیں ، یہی پیکان و تبر
لے کے آیا ہے پئے جنگ محمدؐ کا پسر
انھیں ہتھیاروں سے حاصل ہوئی ایماں کو ظفر
زخم□ لگتا تھا اِدھر خون برستا تھا اُدھر
ایسے ہتھیار جو راتوں کو سویرا کر دیں
شام کے شہر میں یثرب کا اجالا کر دیں

(۲۱)

اک جوانی کی نظر حق کے نبیؐ کی ہیبت
اک تبسم کی ادا شیرِ خدا کی ضربت
ایک پیاسے کا علم حسنِ وفا کی عزت
ایک سجدہ کا شرف سارے جہاں کی قیمت
ہر زمانے میں ظفریاب ہوا کرتے ہیں
ایسے ہتھیار تو نایاب ہوا کرتے ہیں

(۲۲)

ایسے ہتھیاروں کی جھنکار میں ہے سازِ صفات
ایسے ہتھیاروں کا ہر خط ہے خطِ راہِ نجات
ایسے ہتھیاروں کے دامن سے برستی ہے فرات
ایسے ہتھیاروں کو کہتے ہیں شہیدوں کی حیات
دارِ فانی مین تنِ خاک بدل دیتے ہیں
جسم کی ملگجی پوشاک بدل دیتے ہیں

(۲۳)

یہی ہتھیار ہیں اللہ کا احسان و کرم
یہی ہتھیار ہیں خالق کے پیمبرؐ کا حشم
یہی ہتھیار ہیں صد زینتِ مولودِ حرم
یہی ہتھیار ہیں ایماں کے سپاہی کا بھرم
انھیں ہتھیاروں سے مقبول بشر ہوتا ہے
پیاس کی راہ سے جنت کا سفر ہوتا ہے

(۲۴)

ظلمتِ شب سے عیاں نورِ سحر کرتے ہیں
گوشۂ خاک کو ہم دوشِ قمر کرتے ہیں
دشمن جاں کی سنانوں میں بسر کرتے ہیں
جو زمینوں سے بہشتوں کا سفر کرتے ہیں
بچہ بچہ ہے یہاں بازوئے احمدؐ کی طرح
کون ہوتا ہے جری عون و محمدؐ کی طرح

(۲۵)

بنت مولائے جہاں زینبِ مضطر کے پسر
جن کے چہروں کی تجلی سے ہے تابندہ قمر
نرگسی آنکھ کے ڈورے ہیں رگِ غنچۂ تر
جن کے رخسار کی سرخی شفق آلود سحر
حسن میں جعفرِ طیار کے خوابوں کی طرح
جن کی ہر سانس ہے خوشبو میں گلابوں کی طرح

(۲۶)

جن کو زینبؑ کے گلستاں کی کلی کہتے ہیں
جن کے اخلاق کو اخلاقِ ولی کہتے ہیں
جن کو اسلام کی آیاتِ جلی کہتے ہیں
جن کو فانوسِ حسینؑ ابنِ علیؑ کہتے ہیں
شمعِ ایثار و شجاعت کو فروزاں کر دیں
جس طرف نکلیں بیاباں میں چراغاں کر دیں

(۲۷)

خیمۂ مادرِ مضطر میں اجازت کے لئے
آئے وہ دونوں پسر آخری رخصت کے لئے
مہربانی کے لئے ماں کی محبت کے لئے
خشک ہونٹوں کی دعا کے لئے شفقت کے لئے
بولے مادر سے رضا دیجئے مر جانے کی
منزلِ راہِ شہادت سے گذر جانے کی

(۲۸)

سرخئ خونِ شجاعت سے دمکتے چہرے
ماں نے کچھ دیر تو شفقت کی نظر سے دیکھے
پیار کی باہوں میں پھر بھینچ کے دونوں بیٹے
مامتا سے کبھی عارض کبھی ماتھے چومے
بولی زینبؑ کہ میرے دودھ کی قیمت ہے یہی
تم ہو شبیرؑ پہ قرباں، مری حسرت ہے یہی

(۲۹)

تم ہو اس جنگ میں جعفرؑ کی شجاعت کا نشاں
تم ہو اس جنگ میں حیدرؑ کی امامت کا نشاں
تم ہو اس جنگ میں احمدؐ کی نبوت کا نشاں
تم ہو اس جنگ میں اسلام کی طاقت کا نشاں
پاؤں باطل کے کٹیں عمرو کے مرکب کی طرح
شمر کو مارنا میدان میں مرحب کی طرح

(۳۰)

باپ کے رشتہ سے ہو جعفرِ طیارؑ کی یاد
ماں کے رشتہ سے ہو تم حیدرِ کرارؑ کی یاد
دونوں رشتوں سے ہو تم سیدِ ابرار کی یاد
کعبۂ شکر و رضا قبلۂ ایثار کی یاد
دونوں رشتوں سے جری ابن جری کہتے ہیں
لوگ جعفرؑ تو کبھی تم کو علیؑ کہتے ہیں

(۳۱)

دونوں پیکار کریں شیرِ جری کی صورت
ایک جعفرؑ کی طرح ایک علیؑ کی صورت
چبھنا دشمن کے کلیجے میں انی کی صورت
فوج کے دل میں اتر جانا چھری کی صورت
حوصلہ مند سپاہی ہو خرد مند ہو تم
فوج بھی مان لے زینبؑ کے جگر بند ہو تم

(۳۲)

مارنا دشت میں چن چن کے ستمگاروں کو
زد پہ تلواروں کی رکھ لینا علمداروں کو
رن میں للکارنا یوں فوج کے سالاروں کو
منھ چھپاتے نہ بنے شام کے خونخواروں کو
نصرتِ دینِ پیمبرؐ کرو حیدرؑ کی طرح
ڈیرے لشکر کے اکھاڑو درِ خیبر کی طرح

(۳۳)

ہم تڑپتے ہیں سدا نوعِ بشر کے غم سے
رشتۂ درد ہمارا ہے بنی آدمؑ سے
ہم گذرتے ہی رہے تیغِ ستم کے خم سے
ابتدا رسمِ شہادت کی ہوئی ہے ہم سے
نوعِ انساں کی فضیلت کے جوازوں کے لئے
ہم وضو خون سے کرتے ہیں نمازوں کے لئے

(۳۴)

ہم نے اسلام کی رکھی ہے جہاں میں بنیاد
ہم نے تہذیب کی قدروں کو کیا ہے ایجاد
ہم نے پہنچائی ہے کمزور بشر کو امداد
ہم نے انساں کے ضمیروں کو کیا ہے آزاد
حاکمِ شام کی بیعت ہمیں منظور نہیں
موت منظور ہے ذلت ہمیں منظور نہیں

(۳۵)

جاؤ میدان میں پوشاک شہادت پہنو
صورتِ زخمِ جبیں تاجِ فضیلت پہنو
جو ہمیشہ رہے وہ جامۂ رحمت پہنو
جو عطا کرتا ہے اللہ وہ خلعت پہنو
ناصرِ بادشہِ عالمِ امکاں ہونا
ہو مبارک تمہیں شبیرؑ پہ قرباں ہونا

(۳۶)

چشمِ ایثار کو اشکوں سے نہ بھرنا بیٹا
پیاس میں تذکرۂ آب نہ کرنا بیٹا
پیاسے شبیرؑ ہیں تم پیاسے ہی مرنا بیٹا
نہر کی سمت سے ہو کر نہ گذرنا بیٹا
دونوں تلواریں تمہاری تو ہیں لشکر کے لئے
نہر مخصوص ہے عباسؑ دلاور کے لئے

(۳۷)

پردۂ خیمۂ مادر کو اٹھا کر دونوں
آئے میدان شجاعت میں برادر دونوں
بیٹھے گھوڑوں پہ چلے صورتِ حیدرؑ دونوں
تیغیں چمکانے لگے فوج کے اندر دونوں
پہلواں بھاگے، نہ جراروں کے آگے ٹھہرے
کس میں ہمت تھی کہ تلواروں کے آگے ٹھہرے

(۳۸)

خود پہنے ہوئے سر سخت تھے پتھر کی طرح
تھے مگر عونؑ و محمدؑ شہِ صفدر کی طرح
ضرب دشمن پہ لگاتے رہے حیدرؑ کی طرح
کٹ کے سر گرتے رہے مرحب و عنتر کی طرح
تاب لاتے نہ بنی تیغِ وفاداری کی
دھجیاں اڑ گئیں پوشاکِ جفاکاری کی

(۳۹)

بن میں خیمے کی طرف سے جو ہوائیں آئیں
قلبِ مادر کے دھڑکنے کی صدائیں آئیں
دھوپ جب آئی تو شفقت کی گھٹائیں آئیں
سایہ کرتی ہوئیں زینبؑ کی دعائیں آئیں
پیار کا ابر برس کر بھی سمندر نہ ہوا
پانی دو بوند بھی پیاسوں کو میسر نہ ہوا

(۴۰)

دونوں تیغیں تھیں رواں گردشِ دوراں جیسے
دونوں مرکب تھے رواں تختِ سلیماں جیسے
دونوں تیغیں تھیں رواں نیرِ تاباں جیسے
دونوں مرکب تھے رواں نوحؑ کا طوفاں جیسے
دونوں تیغیں تھیں کڑکتی ہوئی بجلی کی طرح
دونوں رہوار تھے اٹھتی ہوئی آندھی کی طرح

(۴۱)

دونوں کرتے تھے وغا حیدرؑ صفدر جیسے
کشتے اعدا کے بچھے خاک پہ بستر جیسے
سر تھے دشمن کے لڑھکتے ہوئے پتھر جیسے
خون صحرا میں ابلتا تھا سمندر جیسے
وہ عرق آیا بنِ سعد کا چہرہ بھیگا
ایسی برسات ہوئی خون کی ، صحرا بھیگا

(۴۲)

ایک بھگدر پڑی لشکر کے ستمگاروں میں
کوئی ہمت رہی باقی نہ خطا کاروں میں
حوصلہ اور بڑھا شہؑ کے وفاداروں میں
کتنا پانی تھا برستی ہوئی تلواروں میں
پہلواں بڑھ کے جو آیا وہ جگر چاک ہوا
خاک پر تیغ سے دو ہو کے گرا خاک ہوا

(۴۳)

دونوں شیروں نے کئے فوج پہ حملے پیہم
میمنہ ٹوٹا ہوا میسرہ درہم برہم
تھے علمدار جو لرزاں تو لرزتے تھے علم
خوف یہ تھا کہ جمائے سے نہ جمتے تھے قدم
شور موقوف ہوا فوج کے نقاروں کا
دبدبہ رن میں تھا تلواروں کی جھنکاروں کا

(۴۴)

اِس طرف دونوں جری رزم وغا میں یکتا
اُس طرف اہلِ ستم مکر و وغا میں یکتا
اِس طرف دونوں جری صبر و رضا میں یکتا
اُس طرف دشمنِ دیں جور و جفا میں یکتا
ترکشِ فتنہ و بیداد میں ناوک بھر کے
چھپ کے بے درد عقب میں چلے سازش کر کے

(۴۵)

دونوں تھے محوِ وغا رن مین ستمگاروں سے
سر بچاتے تھے عدو ہاشمی تلواروں سے
دیر تک لڑتے رہے فوج کے سرداروں سے
خونِ دل جلنے لگا پیاس کے انگاروں سے
فوجِ سرکش کی کئی بار تو پسپائی کی
حد مگر ہوتی ہے انساں میں توانائی کی

(۴۶)

جمع پھر ہوگئے جو بھاگ گئے تھے ڈر کے
مستعد ہو گئے بیٹھے تھے جو سازش کر کے
تھا ارادہ کہ کریں ظلم وستم جی بھر کے
سب تھے وہ دشمن دیرینہ نبیؐ کے گھر کے
اونچے اشجار کی شاخوں پہ ستمگر بیٹھے
تاکہ ہر تیر دلیروں کے جگر پر بیٹھے

(۴۷)

ظلمت شب نے سویروں کا نشانہ باندھا
ریزۂ سنگ نے شیشوں کا نشانہ باندھا
ہر کماندار نے سینوں کا نشانہ باندھا
دونوں شیروں کے کلیجوں کا نشانہ باندھا
یک بیک تیر چلے چھد گئے پہلو دونوں
سر پہ یوں تیغ لگی کٹ گئے ابرو دونوں

(۴۸)

دی صدا عونؑ و محمدؑ نے ، کیا شہؑ کو سلام
ڈال کر گھوڑے کو سرپٹ چلے صحرا میں امام
پہنچے جب دونوں دلیروں کے قریں شاہؑ انام
دیکھا ہیں خون میں ڈوبے ہوئے دونوں گلفام
پیار سے جھک گئے سینہ سے لگائیں لاشیں
انّا للہ کہا اور اٹھائیں لاشیں

(۴۹)

شاہؑ زینبؑ کے قریں سر کو جھکا کر بیٹھے
اشک چھلکی ہوئی آنکھوں سے بہا کر بیٹھے
درد کی ٹیس اٹھی دل کو دبا کر بیٹھے
بارِ غم ، دو جواں شیروں کا اٹھا کر بیٹھے
رو کے زینبؑ نے کہا پیشِ خدا ہو مقبول
اے مرے بھائی ، مری نذرِ وفا ہو مقبول

(۵۰)

سجدۂ شکر پہ زینبؑ کے شہِؑ تشنہ جگر
اور بھی روئے ہوئے اور بھی غم سے مضطر
بولی ہمشیر کہ اے بھائی تصدق خواہر
ہوتے سو بیٹے تو میں کرتی فدا بھائی پر
نظمیؔ دل حزیں صد بارِ محن لے کے چلے
پرسہ ہمشیر کو سلطانِ زمن دے کے چلے

❀❀❀

❀❀❀

بزم میں تذکرۂ تشنہ دہانی ہو جائے
کوئی پیاسا نہ رہے اشک فشانی ہو جائے
پیاس ہے عشقِ شہ ؑ شہِ تشنہ جگر کی نظمیؔ
آتشِ سوزِ نہاں آنکھ میں پانی ہو جائے

❀❀❀

غمِ شہید بصد شور و شین لکھا ہے
کرن کرن نے شہِؑ مشرقین لکھا ہے
شفق نے خونِ شہادت کی آبرو کے لئے
میانِ ارض و سما یا حسینؑ لکھا ہے

❀❀❀

واللہ علیؑ چشمِ پیمبرؐ کی ضیا ہے
واللہ علیؑ رحمتِ عالم کی دعا ہے
اس پر بھی تو معلوم نہیں رتبۂ حیدرؑ
حالانکہ نصیری کی نگاہوں میں خدا ہے

مہدی نظمیؔ